سوال

(32) تقلید کی حرمت کی دلیل

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تقلید کے حرمت کی دلیل کیا ہے؟ (فتاویٰ المدینہ:34)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تقلید کے حرمت کی دلیل مجھے معلوم نہیں ہے۔ بلکہ جس کے پاس علم نہیں ہے، اس کا تقلید کے بغیر چارہ نہیں ہے۔[1]

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَسـَٔلوا أَهلَ الذِّكرِ إِن كُنتُم لا تَعلَمونَ ٤٣ ... سورة النحل

''اہل علم سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔''

تو اس آیت کی بناء پر مسلمانوں کی دو قسمیں بنتی ہیں۔ ایک عالم کہ جس پر واجب ہے کہ سوال کرنے والے کو جواب دے۔ دوسرا غیر عالم کہ اس پر واجب ہے کہ عالم سے سوال کرے۔ اگر ایک عام شخص آکر عالم سے سوال کرے اور وہ عالم اسکو جواب دے تو یقیناً یہ شخص اس آیت کے حکم میں داخل ہیں۔ شاید کہ سائل کا مقصود کچھ اور ہے کہ جو سوال میں مذکور نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب پر سختی سے عمل پیرا ہونا، پھر دوسرے مذاہب اور دیگر آئمہ کے اقوال کی طرف دیکھے بغیر یہ ہے کہ ایک مسلک کو دین سمجھ لینا یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ کتاب وسنت کے دلائل کے خلاف ہے کیونکہ اہل لوگوں کی تین قسمیں بناتے ہیں۔ (1)۔ مجتہد۔ (2)۔ دلیل کی بنیاد پر اتباع کرنے والا۔ (3)۔ مقلد۔

یہ عام لوگوں کی حالت ہے۔ اس لیے ہم یہ نہیں کہتے کہ تقلید حرام ہے لیکن جب تقلید کو ہی دین سمجھ لیا جائے پھر یہ حرام ہے۔

مطلق طور پر تقلید کو حرام کہنا جائز نہیں ہے۔

---

[1]۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر عام آدمی کے لیے تقلید ثابت کررہے ہیں اور اس کا اقرار کررہے ہیں جبکہ عام آدمی کے لیے بھی تقلید جائز نہیں کیونکہ تقلید کی جو تفریق کتب کے اندر ملتی ہے وہ یہ ہے کہ قائل کی بات کو بلا دلیل مان لینا تقلید کہلاتا ہے۔ اب جب ایک آدمی کسی عالم سے سوال کرتا ہے تو وہ عالم کے جواب کو عین قرآن وسنت سمجھ کر عمل کرتا ہے اور اپنی سوچ کے مطابق وہ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کررہا ہوتا ہے اور اس کا ایسا کرنا اسے مقلد نہیں بناتا۔ اب یہ بات تو عالم پر ہے کہ وہ اسے کسی دلیل یا کسی تقلید سے مسئلہ بتاتا ہے۔ عام آدمی اس سے بری الذمہ ہے کیونکہ وہ اپنی سوچ کے مطابق عین قرآن وسنت پر عمل کررہا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (راشد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ البانیہ

علم استدلال نقلیہ اور اصول فقہ کے مسائل صفحہ:124

محدث فتویٰ